ترویج علوم اور اعطاء امام جعفر صادقؑ

ڈاکٹر عمر فاروق

شعبۂ مطالعات اسلامی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

مالکی فقہ کے موسّس امام مالک بن انس نے کہا ہے: ''نہ تو کسی آنکھ نے کبھی دیکھا، نہ کسی کان نے کبھی سنا اور نہ کسی دل نے کبھی تصور کیا کہ جعفرؑ بن محمد سے کوئی بھی فضیلت، علم، عبادت اور تقویٰ میں بہتر تھا۔''[۱]

ابوعبد اللہ (ابو اسمٰعیل) جعفر صادقؑ ابن محمد باقرؑ ابن زین العابدین ابن الحسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالبؑ ایک مشہور مسلم فقیہ اور اسلامی دانشور تھے۔ آپ پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کے نواسے تھے۔ سنّی اور شیعہ دونوں جماعت سے تعلّق رکھنے والے مسلمان آپ کی عزت آپ کی عظیم اسلامی دانشوری، پاکیزگی کردار اور علمی اعطاء کی وجہ سے کرتے ہیں۔ گرچہ آپ شیعہ اسلامی فقہ، فقہ جعفریہ کے بانی کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ مگر اس کے علاوہ بھی آپ کے دوسرے کارنامے ہیں۔ آپ بعد میں آنے والے مسلم دانشوروں کے استاد تھے، جن میں سنّی فقہ کے موسّس وبانی بھی شامل ہیں۔

امام جعفر صادقؑ کی تاریخ پیدائش کے سلسلے میں مختلف روایات ہیں۔ امام بخاری اور علاّمہ محسن امینی نے آپ کی پیدائش ۱۷ربیع الاول ۸۰ھ/ ۲۴ مئی ۶۹۹ء بیان کی ہے، جس سے انوای (Al.Nawawi) ابن خلدون متّفق ہیں۔[۲] ایک دوسری روایت یہ ہے کہ امام جعفر صادقؑ کی تاریخ پیدائش ۱۷ربیع الاول ۸۳ھ/۲۱ اپریل ۷۰۲ء ہے۔ جس سے کلینی اور شیخ مفید دونوں متفق ہیں۔ اور ایک تیسری رائے یہ ہے کہ امام جعفر صادقؑ کی ولادت ۸۰ ہجری سے قبل ہوئی ہے۔

آپؑ کے والد حضرت محمد باقرؑ شیعوں کے پانچویں امامؑ ہیں۔ آپ کی والدہ گرامی، ام فروہؑ محمد ابن ابوبکر کی پوتی ہیں۔

بچپن میں امام جعفر صادقؑ نے تعلیم اپنے دادا امام زین العابدینؑ سے حاصل کی، اور ان کی وفات کے بعد اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ کے سایہ عاطفت وعالمانہ تربیت میں زندگی بسر کی۔

ہر دور کے علماء و دانشوروں نے جیسے ابن حجر مکی، شہرستانی اور عمر ابن ابی مقدام نے امامؑ

جعفر صادقؑ کے عظیم روحانی مراتب اور تقدس کے بارے میں لکھا ہے۔ انواوی (Al.Nawawi) نے کہا اتّفقوا علی امامته، وجلالته، وسیادته، یعنی آپ کی امامت، جلالت اور سیادت پر اتفاق ہے [۳]۔ جہاں تک آپ کے لقب 'صادق' کی بات ہے تو اس کے سلسلے میں ابن خلدون اور دوسرے تاریخدانوں نے لکھا ہے: لقب بالصّادق بصدقه فی مقاله، یعنی آپ کا لقب صادقؑ گفتگو میں آپ کے صدق کی وجہ سے ہے۔ [۴] اور دوسرے تاریخدانوں نے کہا ہے ہ آپ کو صادقؑ کا لقب خلیفہ منصور نے دیا تھا۔

امام جعفر صادقؑ علوم اسلامی کے ماہر تھے، جس میں علم قرآن وحدیث شامل ہیں۔ علوم طبیعی (Natural Science)، ریاضی: (Mathematics)، فلسفہ (Philosophy)، علم نجوم (Astronomy)، کالبدشناسی (Anatomy)، علم کیمیاء (Chemistry) اور دوسرے عملی شعبوں میں غیر معمولی مہارت کے حامل تھے۔

علم حدیث اور دوسرے روایتی علوم آپ کے خانوادہ کا عطیہ ہیں۔ امام جعفر صادقؑ نے بہت سی احادیث بیان فرمائی ہیں۔ کاشی نے امام جعفر صادقؑ کا ایک قول دوہرایا ہے (کہ) ابان نے مجھ سے تیس ہزار احادیث بیان کی ہیں۔ محدثین کی ایک کثیر تعداد نے امام جعفر صادقؑ سے احادیث بیان کی ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں امام مسلم، امام مالک، ابوداؤد سجستانی، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، الدّارقطنی وغیرہ۔

امام مالک کہتے تھے کہ میں نے کبھی بھی یہ نہیں دیکھا کہ امام جعفر صادقؑ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث بغیر وضو کے بیان کی ہو۔ [۵]

امام صادقؑ سے جتنا علم عالم کو عطا ہوا، اتنا کسی اور سے نہیں ہوا۔ علم حدیث کے عالموں نے آپؑ کے معتمد علماء حدیث کے نام، جس میں مختلف عقیدہ اور نظریات کے حامل افراد شامل ہیں، جمع کئے ہیں۔ جن کی تعداد چار ہزار ہے۔ ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں متعدد دانشوروں کا نام درج کیا ہے، جنہوں نے امام جعفر صادقؑ کی معرفت سے احادیث بیان کی ہیں۔ ان میں مالک ابن انس، سفیان ثوری، عبد اللہ بن عمرو، سفیان بن عیانہ، سلیمان بن بلال، اسمٰعیل بن جعفر، حکیم بن اسمٰعیل، عبد العزیز بن مختار، وہب بن خالد، احمد بن حنبل، الحسن بن الصالح، ابو ایوب سجستانی، عمر بن دینار شامل ہیں [۶]۔ حسن بن زید کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سنی مکتبہ فقہ کے موسّس سے

ان علماء کے بارے میں پوچھا گیا، جنہیں انہوں نے دیکھا تھا، تو ان کا جواب تھا کہ جعفرؑ ابن محمدؑ ہے۔ نوح ابن درّاج نے ابن ابی لیلیٰ سے پوچھا: کیا آپ اپنی اُس رائے کو چھوڑ (بدل) دیں گے، جس کا آپ نے (قبلاً) کسی فرد کے الفاظ کے واسطے سے اظہار کیا ہو یا اپنے کسی فیصلہ کو صادر کیا ہو؟ تو ان کا جواب تھا'' نہیں! مگر ایک فرد کے لئے' نوح نے پوچھا:'' وہ کون ہے''؟ تو انہوں نے کہا '' جعفر ابن محمدؑ'' ۸

اوپر بیان ہوئی فہرست تو جزوی اور نامکمل فہرست ہے ان دانشوروں اور اماموں کی جو امام جعفر صادقؑ کے یہاں حاضری دیتے تھے اور ان کی تعلیمات سے مستفید ہوتے تھے۔ اس فہرست میں ان صوفیوں، خدانشناخت (Atheist)، ہندؤں (Hindus) اور خارجیوں کا نام بھی شامل کر لیجئے جو امامؑ کے مدرسہ میں جوق درجوق آتے تھے، اور اس طرح یہ تصوّر کیا جاسکتا ہے کہ امامؑ نے انہیں علم کے کس خزانہ سے مالامال کیا ہے؟ آپؑ کے ایک مشہور شاگرد ابان بن تغلب نے آپ کے واسطے سے تیس ہزار احادیث بیان کی ہیں۔ حسن بن علی الوشہ نے کہا ہے: میں نے مسجد کوفہ میں ان نوسو شیوخ کو دیکھا ہے، جن میں سے ہر ایک کہہ رہا تھا'' جعفر ابن محمدؑ نے مجھ سے کہا...'' ۹

''المنجد'' میں ہمیں ملتا ہے: امام جعفر صادقؑ کا مدرسہ، ان کے والد امام محمد باقرؑ کے مدرسہ کا تسلسل تھا، جو اسلامی ثقافت (Islamic Culture) کے منتشر کرنے میں نہایت ہی کامیاب تھا، اس میں طلباء کی تعداد کم سے کم ۴۰۰۰ تھی، اور یہ سب تمام مسلم ممالک سے آتے تھے، اس مدرسہ کی ایک بڑی شاخ، مدرسہ کوفہ تھی۔ امام صادقؑ کی سب سے بڑی کامیابی تھی لوگوں کو لکھنے اور ایڈٹ (edit) کرنے کی ان کی دعوت۔ اس سے قبل کم لکھا جاتا تھا۔ ان کے چار سو طلباء کی تصنیف کردہ کم سے کم چار سو کتب تھیں۔ ۱۰

امام کے شاگردوں نے ان کے معرفت علم کی ہر صنف میں روایت کی ہے، جیسا کہ متعلّقہ مستند کتب میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کے شاگرد ہر گروہ اور ہر فرقہ میں سے تھے جنہوں نے ان سے روایت کی ہے، جیسا کہ واضح طور پر کتب حدیث اور رجال میں درج ہے۔ ابن اقداح، شیخ طوسی اور دوسرے محققین نے آپ کی معرفت بیان کرنے والوں کے ناموں کو بیان کیا ہے، جن کی تعداد چار ہزار ہے۔ ۱۱

ان کی واضح تعلیمات اور لامحدود موعظہ نے تمام مسلم دنیا کے ہر ہر خطہ میں ان کے

معتقدین کی تعداد میں اضافہ کیا۔ امامؑ کی تعلیمات اور تشریحات نے ان کے معتقدین ابہام کے تمام پردوں کو ہٹادیا اور تعلیمات کو واضح کیا۔ دینیات (Theology)، تفسیر قرآن، اخلاقایات اور فقہ (Jurisprudence) مختصراً یہ کہ مذہبی علوم کے ہر شعبہ کو صاف صاف اور بالکل واضح انداز میں بیان فرمایا۔ آپ نے فقہ کو اتنا اوج دے دیا تھا کہ اس وقت سے آج تک اسے فقہ جعفریہ کہاجاتاہے۔ الاظہر یونیورسٹی کے شیخ مصطفیٰ عبدالرزاق کہتے ہیں: ''قانون (اسلامی) کی تدوین (Codify) کرنے کا تجسّس دوسرے مسلمانوں سے پہلے شیعوں میں رونما ہوا۔[۱۲]

مصنف مقالہ ہذا نے مذہبی علوم میں مکتب امام جعفر صادقؑ کی اوّلیت پر بحث کی ہے اور ان محرکات کا ذکر کیا ہے، جن کی وجہ سے اسے برتری حاصل ہے۔ اب یہاں ہم یہ دیکھیں گے اس نے علوم طبیعی کی مختلف شاخوں میں کیا اعطاء کیا ہے؟

جابرابن حیان (لاطینی میں جیبر Geber of the latins) جنہیں بابائے کیمسٹری شمار کیا جاتاہے اور جونہایت ہی مشہورعرب ماہر الکیمی ہیں[۱۳] امام جعفر صادقؑ کے ایک شاگرد تھے۔ جابر کے کام کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ کیمسٹری (Chemistry) میں ان کی تصنیفات کے علاوہ ، انہوں نے تیرہ سو مقالات مکانیک (Mechanics) پانچ سو علم طب اور پانچ سومقالات یونانی فلسفہ کی مخالفت میں تحریر کئے۔ یہ سب مقالات دوسرے مضامین میں ان کی تصانیف کے علاوہ ہیں۔ ان کی کتب کی تعداد جو لاطینی ، فرانسیسی اور جرمنی زبانوں میں ۱۷ ویں صدی سے اب تک شائع ہوئی ہیں، تیس ہیں۔ ان میں جابر ابن حیّان کے ۵۰۰ کتابوں کو ملاکر ایک کتاب کی طرح شامل کیا گیا ہے۔

ان کے شناخت شدہ ۳۶ تحقیقی مخطوطات برٹش میوزیم (British Museum) ببلیو ٹیونیشنل (Biblioteue National) پیرس (فرانس) اور جرمنی کے علاوہ، مصر، ایران اور ترکی کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ اپنی تحقیق اور تدریس میں جابر امام جعفر صادقؑ کے کتنے رہین منّت تھے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی بہت سی کتابوں میں ہمیں ملتا ہے (کہ) میرے آقا اور مولا جعفر علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ ...، اور وہ اپنی کتاب ''المنفاء'' (Al.Manfa'a) میں واضح طور پر یہ کہتے ہیں: ''میں نے یہ علم جعفر ابن محمدؑ ، اپنے وقت کے لوگوں کے امامؑ وپیشوا سے حاصل کیا۔''[۱۴]

جارج سارٹن (Geore Sartan) جابر کے غیر ترجمہ شدہ کام کے حوالے سے لکھتے

ہیں: ہمیں ان میں کیمیائی تحقیق (Chemical Research) پر جالب اور بے عیب نظریات ملتے ہیں، اس کے علاوہ ایک نظریۂ (Theory) تشکیل فلز (Formation of metal) متصل زمین شناسی، اس کے علاوہ بیان کردہ نظریۂ سلفر۔سیماب (Sulphur meroury Thecry) مختلف مادوں (جیسے بنیادی سرب) (Basic lead) کا ربونیٹ ،زرنیخ (Arsenic) اور انتموان (Antimony) کی ان کے سلفائڈ (Sulphide) سے سازمندی کرنا ، جابر نے ساز مندی کے مختلف طریقوں کو بھی بتایا ہے۔ جیسے کہ تلخیص فلز (Refinement of metals) فولاد (steel) سازی، کپڑوں اور چمڑے کے رنگنے کا طریقہ، ضد آب (Water proof) کپڑے اور آہن کے لئے روغن جلاء (Varnish) کا بنانا،شیشہ سازی میں مینگنیز داکسید (Manganese Dioxide) کا استعمال ، سونے پر پیچدانی (Writhing) کیلئے آہن پائیرایٹ (Iron Pyrite) کا استعمال اور سرکہ کی عرق کشی سے جگال جوہر سرکہ (Concentrate Acetic Acid) کا بنانا۔ انہوں نے مقناطیسی قوت (Magnetic force) کی شناخت ناپذیر (Imponderability) کا مشاہدہ بھی کیا۔۱۵

جابر نے یہ بھی دریافت کیا کہ ہر فلز اور مادہ کا ایک اساسی وزن (Basic Weight) ہوتا ہے، اس دریافت کو انہوں نے علم وزن سے تعبیر کیا (علم الموازن) ۱۶ سارٹن (Sarton) کے لفظوں میں جابر ''ایک عظیم شخص ،قرون وسطیٰ سائنس (Medieval Science) میں عظیم ترین (لوگوں میں سے)ایک'' تھے۔ ۱۷ ان کی بہت سی تصنیفات کو دانشوروں، جیسے ایم ۔ برتھیلو (M. Berthlot) اکٹیوہوداس (Octave Hodas) ای۔جے۔ ہومیارڈ (E.J.Hom yard)،ارنست درمستدر (Ernst Darms taedte) اور میکس میئر ہاف (MaxMayerhoff)، نے اپنی اپنی زبانوں میں ترجمہ کیا ہے۔ برتھیلو (Berthelot) نے اپنی کتاب ہسٹری آف کیمسٹری (History of Chemistry) میں لکھا ہے :علم کیمیا کی تاریخ میں جابر کا نام اسی مقام پر فائز ہے، جس مقام پر ارسطو کا تاریخ منطق میں فائز ہے۔ ۱۸ ہومیارد (Hofmyard) نے لکھا ہے : '' جابر جعفر صادقؑ کے طالب علم اور دوست تھے، اور انہوں نے اپنے لاثانی امام میں اپنا طرفدار اور مددگار، قابل اعتماد راہنما اور کھویاّ (Himsman) پایا، ایسا امامؑ کہ جس کی راہنمائی کی ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے۔ اور جابر چاہتے تھے کہ کمیسٹری کو اپنے استاد کی راہنمائی میں، قدیم تصورات سے باہر نکال لائیں ،جن کی وجہ سے وہ

اسکندریہ (Alexandris) دور سے اب تک بیڑیوں میں مقیّد تھی، اور وہ اپنے اس مقصد میں کافی کامیاب ہوئے''۔[۱۹]

منصور کے دربار سے وابستہ ایک ہندی طبیب نے ایک بار امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کیا آپ مجھ سے کچھ علم حاصل کرنا چاہیں گے، تو امامؑ نے فرمایا: نہیں جو کچھ (علم) میرے پاس ہے وہ اس سے بہتر ہے، جو تمہارے پاس ہے! اس کے بعد ایک نہایت دلچسپ گفتگو شروع ہوئی، جس کے دوران امامؑ نے اس طبیب سے اس طرح کے سوال پوچھے: سر بالوں سے کیوں ڈھکا ہے؟ ماتھے پر لائنیں اور جھرّیاں کیوں ہیں؟ آنکھیں بادام کی طرح کیوں بنائی گئیں ہیں؟ ناک کو دونوں آنکھوں کے بیچ میں کیوں رکھا گیا ہے؟ بال اور ناخن میں زندگی (حسّاسیت) کیوں نہیں ہے۔ اس طرح کے سوال سر سے لیکر سارے بدن سے متعلق تھے، پھر آخر میں آپؑ نے پوچھا: گھٹنے پیچھے کیوں مڑ جاتے ہیں؟ پیر (کے نیچے) ایک طرف (نیچے) تو خال (Hollow) کیوں ہیں؟ ان تمام سوالوں کا ہندی طبیب کے پاس صرف ایک جواب تھا: ''مجھے نہیں معلوم''۔ امامؑ نے فرمایا: لیکن مجھے معلوم ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے ہر سوال کی تشریح کی، خالق حکمت اور قدرت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا بالوں کو سر کے اوپر اس لئے بنایا گیا ہے کہ روغن اندر داخل ہو، اور گرمی اس کے ذریعہ باہر نکل جائے، اور اس طرح سر کو گرمی اور ٹھنڈک سے محفوظ کیا جاسکے۔ ماتھے پر لائنیں اور جھرّیاں اس لئے ہیں کہ سر کا پسینہ آنکھوں تک نہ پہونچے اور اس طرح رکے ہوئے پسینہ کو ہر شخص پونچھ سکے۔ آنکھیں بادام کی طرح اس لئے ہیں کہ ان میں آسانی کے ساتھ دوا ڈالی جاسکے اور ان میں پڑ جانے والی دھول کو صاف کیا جاسکے! اگر وہ ہیئت میں چوکور یا گول ہوتیں، تو دونوں کام مشکل ہوجاتے!

ناک کو دونوں آنکھوں کے بیچ میں اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس طرح روشنی دونوں آنکھوں کی طرف پہنچ سکے۔ بال اور ناخن میں حسّاسیت (Sensation) اس لئے نہیں ہے کہ انہیں کاٹا اور آراستہ و پیراستہ کیا جاسکے! اگر ان میں زندگی (حساسیت) ہوتی تو انہیں کاٹنے میں تکلیف کا احساس ہوتا۔ گھٹنے پیچھے کی طرف اس لئے مڑتے ہیں کہ انسان آگے کی طرف چلتا ہے، اور پیر کا پنجہ تو خال (Hollow) اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے حرکت کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

پھر یہ ہندی طبیب مسلمان ہوگیا۔ ایک رسالہ جسے امام جعفر صادقؑ نے ۴ نشستوں میں اپنے شاگرد مفضّل بن عمر کو بیان کرکے لکھوایا تھا، وسیع پیمانے پر پڑھا گیا، اور اس کی نقل آج تک

عمل میں آرہی ہے۔ علامہ مجلسی نے تمام کا تمام رسالہ ''بحار الانوار'' کی جلد ۲ میں نقل کیا ہے۔ ا۲۱ا س رسالہ میں امامؑ نے عجائبات خلقت کو بیان کیا ہے، اس طرح کہ ہر مقام پر یہ بتلایا ہے کہ یہ سب کے سب کس طرح ایک دوسرے سے مربوط ہیں، اور یہ خلقت اتفاقیہ نہیں ہے۔ پہلی نشست میں آپؑ نے خلقت انسان کو بیان کیا، اس کے اعضاء مشاہدہ کو، اس کے ذہن کی طاقت کو، اور بتدریج اس کے نمود، اور پھر بدن اور ذہن کے تمام کاموں کو دوسری نشست میں آپؑ نے عالم حیوان اور اس کے مشترکہ وضع کو بیان کیا، پھر آپؑ نے جانوروں کی گروہ بندی کی: گوشتخور (Carnirvorous) اور گیاہخور (Herbivorous) جانور، پرند اور خزندہ (Reptiles) وغیرہ، اور ان میں سے ہر ایک گروہ کی سرشت کو بیان کیا۔ اس بیان کے ساتھ ساتھ آپ نے گدھے، کتّے، ہاتھی، زراف، بندر، پالتو پستاندار جانور Mammals لومڑی، ٹلفن (Dolphin) اژدھے، چونٹی، مکڑی مرغ، مور قرقاول (Pheasant) فلامنگو (flamingo) ابابیل، الو، چمگادڑ، مگس (Bee) ٹڈی (locust) اور مچھلی کے متعلق بیان کیا۔ تیسری نشست میں آپ نے جغرافیہ، علم زمین شناسی (Geology) علم نجوم (Astronomy) ستارہ بینی (Astro logy) وغیرہ۔ اور ان مضامین سے وابستہ دوسرے مضامین جیسے معدنیات، اشجار اور ادویات پر گفتگو کی۔ (چوتھی) اور آخری نشست میں امامؑ نے ملحد (Atheists) کے کئے جانے والے سب سے عام اعتراض کا جواب دیا: اگر کوئی خالق (Creator) ہے تو دنیا یں اتنا رنج ودرد کیوں ہے؟ امام علیہ السلام نے اس اعتراض کا جواب باضابطہ استدلال، تفصیل اور اسی توجہ کے ساتھ دیا۔ جس طرح انہوں نے دوسری نشستوں میں بیان کیا تھا۔

یہ رسالہ علم کا مخزن ہے جس سے ملحد (Atheists) کے تصورات رد ہوتے ہیں۔ اس میں امامؑ نے ہر جگہ خالق کی حکمت اور قدرت کا ذکر کیا ہے۔ یہاں سرسری طور پر ہم دو نکات بیان کریں گے۔: '' اللہ نے آنکھوں کو روشنی رنگوں کے مشاہدے کے لئے عطا کیا۔ اگر رنگ ہوتے مگر انہیں دیکھنے والی آنکھ نہ ہوتی، تو رنگ کے ہونے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ اور اس خالق نے قوت سماعت پیدا کی تا کہ آواز سن سکے۔ اگر آواز ہوتی، مگر اس ے سننے والے کان نہ ہوتے، تو اس کے وجود کے کوئی معنی نہ ہوتے۔ یہ بات ہر طرح کی قوت مشاہدہ کے لئے سچ ہے۔ اور دوسرے معنی میں یہ بھی سچ ہے کہ اگر آنکھ کی بینائی ہوتی، مگر رنگ کا وجود نہ ہوتا، تو بینائی کے ہونے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا، اور

اگر کان ہوتے مگر سننے کے لئے کوئی آواز نہ ہوتی، تو کان کا ہونا بھی بے کار تھا۔ اب ذرا غور تو کرو کہ اللہ نے کس منظّم طور پر ہر ایک چیز کو دوسری سے منطبق کر دیا ہے۔ ہر عضو مشاہدہ کے دیکھنے کے لئے اس نے کوئی چیز بنادی ہے، اور ہر موجودہ حسّاسیت کیلئے کوئی چیز! صرف یہی نہیں! اس (خالق) نے عضوء مشاہدہ اور اس کے ہدف کے مابین ایک وسیلہ (Medium) پیدا کیا، جس کے بغیر مشاہدہ مشکل ہوتا۔ مثال کے طور پر جیسے روشنی کو پیدا کیا، اور ہوا (Air)، کہ اگر روشنی نہ ہوتی تو بینائی رنگوں کا مشاہدہ نہ کر پاتی۔ اور اگر آواز کو کانوں تک پہونچانے کے لئے ہوا کا وجود نہ ہوتا، تو کان اسے نہ سن پاتے! کوئی صحیح الدّماغ جوان ایک دوسرے سے مربوط تمام باتوں کا مشاہدہ کر رہا ہے، اس بات سے کیسے انکار کرے گا کہ یہ سب اپنا وجود کھو دیتے اگر ان کے شامل حال ہر چیز کے جاننے والے رحیم خالق کی مرضی اور اسی کی قدرت سے توازن کا قائم رکھنا شامل حال نہ ہوتا۔ ۲۲

ایک موقع پر مفضّل نے کہا: ''اے میرے آقا! کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ نیچر (Nature) نے خلق کیا ہے'' امامؑ نے فرمایا: اس سے اس نیچر (Nature) کے بارے میں پوچھو! کیا وہ کوئی ایسی چیز ہے جس کے پاس اس طرح کے کاموں کے کرنے کا علم اور قوت ہے، یا یہ کہ یہ سب بغیر علم وقوت کے موجود ہیں؟ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ نیچر کے پاس علم وقوّت دونوں ہیں تب وہ خالق پر یقین کیوں نہ کریں گے کیونکہ یہ دونوں علم وقوت) اس خالق کے صفات ہیں۔ اور اگر یہ باور کرتے ہیں کہ نیچر یہ سب کچھ بغیر علم ومشیعت کے کرتا ہے۔ اور اگر اس کے باوجود ان کاموں میں اتنی حکمت اور حدکمال ہے، تو انہیں مان لینا چاہئے کہ یہ سب کچھ صرف ایک مدبّر حقیقی خالق (Wise Creatar) کا عطیہ ہے۔ (سچ تو یہ ہے کہ نیچر (Nature) صرف (ایک نام ہے، تخلیق میں اس نظام کا جو کاربند ہے۔ اسی طرح جس طرح اسے اس (خالق) نے کاربند رہنے کا حکم دیا ہے۔ ۲۳

چوتھی نشست میں دلچسپ بات یہ ہوئی کہ امامؑ نے فرمایا: '' اس کائنات (Universe) کا نام یونانی (Greek) زبان میں کُسمس (cosmos) ہے یعنی کیہان (Cosmos) اور اس کے معنی ہیں تزئین (Adornment)۔ اسے یہ نام ان کے فلسفیوں اور دانشوروں نے دیا تھا۔ اسے یہ نام اس میں پائی جانے والی صرف ترتیب اور نظام کی وجہ سے دیا گیا تھا۔ وہ اسے صرف سسٹم (System) کہنے پر مطمئن نہ تھے، اس لئے انہوں نے اسے تزئین (Adornment) کہا، اس لئے کہ اس میں پائے جانے والا نظام اور طریقہ ایسا ہے کہ جس میں

حد درجہ کمال کی خوبصورتی اور زیبائی ہے۔ ۲۴

حوالے

۱۔ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، جلد ۲، حیدر آباد، ہندوستان ۱۳۲۵ ہجری، صفحہ ۱۰۴۔

۲۔ابن خلّکان، وفیات العیان، جلد ۱، صفحہ ۲۹۱۔

۳۔ النوائی، تہذیب الاسماء جلد ۱، صفحہ ۱۴۹۔

۴۔ ابن خلّکان، وفیات العیان، جلد ۱، صفحہ ۲۹۱۔

۵۔ابوزہرا، الامام صادقؑ، صفحہ ۱۳۴۔

۶۔ ابن شہر آشوب، مناقب، جلد ۴، صفحات ۲۴۸ و ۲۴۷

۷۔ایضاً، صفحہ ۲۵۴۔

۸۔ایضاً، صفحہ ۲۴۹۔

۹۔محسن الامین، اعیان الشیعہ، جلد ۴، جز ۲، ۳۸۰/ ۱۹۲۰ء ایڈیشن۔

۱۰۔المنجد فی العالم، بیروت، لبنان، ۲۱ واں ایڈیشن، ۱۹۷۳ء۔

۱۱۔محمد حسین المظفر، تاریخ الشیعہ، دار الزّہرا، بیروت، لبنان، تیسرا ایڈیشن، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء، صفحات ۵۳، ۵۵۔

۱۲۔محمد ابن الرزاق، تحمیدا لتاریخ الفلسفہ الاسلامی، قاہرہ مصر، ۱۹۵۹ء، صفحہ ۲۰۲۔

۱۳۔ G.Sarton , Introducton to History of Science Vol.I , Baltinore , U.S.A.1927.P.S32

۱۴۔عبد اللہ نیمہ، فلسفۃ الشیعہ، بیروت لبنان، ۱۹۶۶ء، صفحہ ۱۶۶۔

یہ کتاب شیعہ دانشوروں کے فلسفہ اور سائنس میں اہداء کا تجزیہ کرنے والوں کیلئے ایک بہترین مأخذ ہے۔مصنف نے جابر کی حیات اور ان کے کارناموں پر صفحات ۱۸۹ اور ۲۳۱ میں بحث درج کی ہے۔

۱۵۔ G.Sarton , Introduction to the History of Science Vol.I , Baltinore , U.S.A.1927.P.S32

امام جعفر صادقؑ کا ذکر مصنف نے صفحہ ۵۰۸ پر کیا ہے۔

۱۶۔عبد اللہ نیمہ کی کتاب، صفحات ۶۱ اور ۱۸۷ سے ماخوذ۔

۱۷۔جی ۔سارٹن ، صفحے ۵۳۲۔

۱۸۔عبداللہ نیمہ کی کتاب، صفحہ ۱۸۷ سے ماخوذ۔

۱۹۔ ایضاً ،صفحات ۱۹۳۔ ۱۹۴۔

۲۰۔الشیخ صدوق، الیٰ الشرعیہ، نوٹ صفحہ ۱۳۱۱، صفحہ ۴۴۔

۲۱۔علاّمہ مجلسی ، بحارالانوار ، نیا ایڈیشن ، جلد ۳۔

۲۲۔ایضاً صفحہ، ۱۵۱۔

۲۳۔ایضاً ،صفحات ۳۴،۶۷۔

۲۴۔ایضاً ،صفحہ ۱۴۶۔